سے بہتر توضیح مشکل ہے۔ تاہم اجمالی طور پر آپ یہ سمجھ لیں کہ محکمات وہ آیات ہیں جن کا تعلق قرآن پاک کی بنیادی دعوت اور اسلام کے اوامر و نواہی سے ہے۔ جن کے سمجھنے سمجھانے میں کوئی دقت پیش نہیں آسکتی اور متشابہات سے مراد وہ آیات ہیں جن میں ماوراء الطبیعات اور عالم محسوسات سے برتر حقائق کو بیان فرمایا گیا ہے مثلاً نماز پڑھو' روزہ رکھو' زکوۃ دو' چور کا ہاتھ کاٹو' یہ ایسے احکام ہیں اور ان کی ایسی واضح تشریحات قرآن و حدیث میں ہیں کہ ان کے ادراک میں کوئی مشکل نہیں ہے۔ لیکن جنت' دوزخ' ارض و سماوات سے متعلق بعض آیات ایسی ہیں جن کی کنہ اور حقیقتِ کاملہ کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ تاہم جو آیات متشابہات ہیں وہ بھی اس پہلو سے محکمات کہی جاسکتی ہیں کہ وہ کتاب اللہ میں وارد ہیں۔ اور ہم ان پر پختہ ایمان رکھتے ہیں۔ چنانچہ سورہ ہود کا آغاز یوں ہے۔

الٓرٰ کِتٰبٌ اُحْکِمَتْ اٰیٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَکِیْمٍ خَبِیْرٍ ○ (ہود: ۱)

(یہ کتاب ہے جس کی آیات کو محکم کیا گیا' پھر ان کی تفصیل بیان فرمائی گئی حکیم خبیر کی جانب سے)

یہاں پوری کتاب کی ساری آیات کو محکم کہا گیا ہے۔

۲۔ عورت کی بوقت نکاح رضا مندی کی مکمل وضاحت حدیثِ صحیح میں وارد ہے اور وہ یہ ہے کہ عورت اگر بیوہ یا مطلقہ ہے تو اس کی رضا مندی زبان کے اذن سے ضروری ہے البتہ کنواری عورت ایجاب و قبول کے وقت اگر خاموش رہے اور انکار نہ کرے تو اس کی خاموشی' اذن کی ہم معنی ہے۔ تحریری رضا مندی صرف اس حالت میں معتبر ہوگی کہ فریقینِ نکاح کا ایک مقام پر موجود ہونا ممکن نہ ہو' مثلاً ایک پاکستان میں ہو' دوسرا فریق عرب میں ہو اور ایک مجلس میں حاضری دشوار ہو۔

۳۔ خلیفہ سے مراد نائب ہے۔ ہر فرد بشر اس لحاظ سے اللہ کا نائب ہے کہ اسے ارادہ و عمل کے محدود دائرے میں آزادی ہے اور وہ اس کے صحیح یا غلط استعمال پر عند اللہ مسئول ہے۔ خلافت' خلیفہ کا لفظ جب امارت و حکومت کے حوالہ سے استعمال ہوتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ افراد کو فرداً فرداً اللہ تعالیٰ نے جو آزادی و اختیار بخشا ہے وہ ایک حد تک اس سے دستبردار ہو کر اپنے اختیارات کو ایک امیر یا خلیفہ کے سپرد کردیتے ہیں۔ اس لحاظ سے وہ جماعتِ مسلمین کا نائب اور نمائندہ ہوتا ہے اور اسے خلیفۃ المسلمین کہا جاتا ہے۔ خلیفہ کے لفظ کے اس دوگونہ مفہوم میں کوئی باہمی تضاد نہیں ہے۔